روزنامہ
الفضل ربوہ
فون 213029
CPL 61
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد 47-82 نمبر 155 | منگل 9 ربیع الاول۔1418ھ 15 وفا 1376ہش 15 جولائی 1997ء

## وہ انسان بد بخت ہے جس کو عمر کے حساب کی طرف توجہ نہ ہو

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔
موت کیا دور ہے؟ جس کی پچاس برس کی عمر ہو چکی ہے اگر وہ زندگی پالے تو دو چار برس اور پالے گا یا زیادہ سے زیادہ دس برس۔ اور آخر مرنا ہوگا۔ موت ایک یقینی شئے ہے جس سے ہرگز ہرگز کوئی بچ نہیں سکتا۔ میں دیکھتا ہوں کہ لوگ روپیہ پیسہ کے حساب میں ایسے غلطاں پیچاں رہتے ہیں کہ کچھ حد نہیں۔ مگر عمر کا حساب کبھی بھی نہیں کرتے۔ بد بخت ہے وہ انسان جس کو عمر کے حساب کی طرف توجہ نہ ہو۔ سب سے ضروری اور حساب کے لائق جو شے ہے وہ عمر ہی تو ہے۔ ایسا نہ ہو کہ موت آجائے اور یہ حسرت لے کر دنیا سے کوچ کرے۔
(ملفوظات جلد اول صفحہ 427)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

تم یاد رکھو کہ اگر اللہ تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے۔ تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے اور کھیت کو خوشنما درختوں اور بار آور پودوں سے آراستہ کرتا اور ان کی حفاظت کرتا اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے ان کو بچاتا ہے، مگر وہ درخت اور پودے جو پھل نہ لاویں اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں، ان کی مالک پروا نہیں کرتا کہ کوئی مویشی آکر ان کو کھا جاوے یا کوئی لکڑہارا ان کو کاٹ کر تنور میں پھینک دیوے۔ سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے، تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی۔ پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو، تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پروا نہیں۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 175)

## اپنی قوتوں اور طاقتوں کی کامل نشوونما کیلئے انتہائی جدوجہد کرنی چاہئے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں محنت کرنے کے متعلق جو حسین تعلیم دی ہے وہ یہ ہے کہ انسان کو جو بھی قوتیں اور طاقتیں دی گئی ہیں ان کی نشوونما کا انحصار اس کی انتھک محنت اور انتہائی کوشش پر ہے۔ اس لئے انسان کو اپنی قوتوں اور طاقتوں کی کامل نشوونما کے لئے انتھک کوشش اور انتہائی جدوجہد کرنی چاہئے۔

جیسا کہ کلام الٰہی پر غور کرنے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے 'اصولی طور پر ہمیں چار قسم کی قوتیں اور صلاحیتیں عطا ہوئی ہیں (1) جسمانی (2) ذہنی (3) اخلاقی اور (4) روحانی۔ (دین حق) ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہر قسم کی قوت کی نشوونما کو کمال تک پہنچانے کے لئے انتہائی کوشش کرنی ضروری ہے اور ان چاروں قسموں میں سے کسی قسم کی قوت اور صلاحیت کو نظر انداز کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ (تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے) کی رو سے انسان کی تمام طاقتوں اور قوتوں کی صحیح اور کامل نشوونما ہونی چاہئے۔ مثلاً رسول کریم ﷺ کا یہ حکم ہے کہ اگر چین سے علم حاصل ہو سکے تو چین جانا ضروری ہے۔ یعنی ذہنی اور علمی قوتوں اور استعدادوں کی کمال نشوونما کے لئے انتہائی سختیاں برداشت کرنی چاہئیں۔

پھر اخلاق پر بڑا زور دیا۔ فرمایا کھانا کھاتے وقت اس بات کو مد نظر رکھنا کہ تمہارے کھانے پینے کا کہیں تمہارے اخلاق پر برا اثر نہ پڑے۔ چنانچہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس بات کو بڑی وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ (دین حق) میں جو ممنوعات ہیں وہ اس لئے ہیں کہ اخلاق درست رہیں۔ آپ نے فرمایا کہ سئور کے گوشت کی ممانعت اس لئے ہے کہ یہ انسانی جسم اور انسانی اخلاق پر اچھا اثر نہیں کرتا اور پھر ممنوعات میں صرف وہ چیزیں ہی نہیں آتیں کہ جن کے نہ کھانے کا حکم ہے بلکہ جس رنگ میں کھانے کا تعلق ہے اس کے بھی بعض پہلوؤں میں ممانعت ہے مثلاً آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ ابھی بھوک کا احساس ہو تو کھانا چھوڑ دو۔ ایک (صاحب ایمان) طیب ہی کھا رہا ہو گا لیکن اس میں بھی اسراف سے منع کیا۔ پھر ایسے کھانے سے بھی منع کیا جس کی مقدار ذہن یا اخلاق پر اثر کرنے والی ہو۔ اس لئے جو لوگ اس وقت تک کھاتے رہتے ہیں جب تک بھوک کا احساس قائم رہتا ہے بلکہ اس کے بعد بھی، ان کے جسم پر بھی اثر پڑتا ہے۔ ان کے اخلاق پر بھی اثر پڑتا ہے۔
(از خطبہ 4۔ فروری 1972ء)

## دنیا اور دنیا کی خوشیوں کی حقیقت لہو و لعب سے زیادہ نہیں

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

## سانحہ ارتحال

○ مکرم ڈاکٹر مبشر احمد صاحب ابن کیپٹن ڈاکٹر سعید احمد صاحب (وفات یافتہ) ڈیفنس پشاور مورخہ 8۔جولائی 1997ء کو وفات پاگئے۔ اگلے روز مورخہ 9۔جولائی کو صبح 7 بجے مکرم انجینئر ارشاد احمد خان صاحب امیر جماعت پشاور نے جنازہ پڑھایا اور مقامی قبرستان میں تدفین ہوئی۔ موصوف مکرم ڈاکٹر گلزار احمد صاحب کے بہنوئی تھے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

○ مکرم چوہدری عنایت اللہ ڈھنڈسہ ریٹائرڈ ایگریکلچر آفیسر مورخہ 97-6-18 کو سرگودھا میں انتقال کر گئے۔ ان کا جنازہ محترم میرزا عبدالحق صاحب نے پڑھایا۔ ان کا جسد خاکی ربوہ لایا گیا جہاں محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے جنازہ پڑھایا۔ اور قبر تیار ہونے پر دعا مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب نے دعا کروائی۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند فرمائے۔

## درخواست دعا

○ مکرم سید محبوب احمد شاہ صاحب میرپور خاص کو یکم جولائی 1997ء کو دل کا شدید حملہ ہوا تھا۔ انہیں سول ہسپتال خیرپور کے شعبہ امراض قلب میں داخل کروایا گیا۔ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

## نکاح

○ عزیزہ مکرمہ عنبریاسمین صاحبہ بنت مکرم چوہدری محمد اکبر آصف صاحب زعیم انصاراللہ دارالعلوم غربی (حلقہ ثناء) ربوہ کا نکاح مورخہ 97-7-9 کو بیت المبارک میں مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب نے بہمراہ مکرم منور احمد صاحب ولد چوہدری غلام نبی صاحب آف شادی وال حال ٹورنٹو کینیڈا بعوض ایک لاکھ روپے حق مہر پڑھا۔

مکرمہ عنبریاسمین صاحبہ اور مکرم منور احمد صاحب چوہدری محمد حسین صاحب (وفات یافتہ) آف واسو ضلع گجرات کے پوتی اور نواسہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے یہ رشتہ جانبین کے لئے ہر لحاظ سے مبارک اور مثمر بثمرات حسنہ بنائے۔

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر : آغا سیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

15- وفا 1376 ھش 15- جولائی 1997ء

# عفو کی اہمیت اور اس کا مقام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی غلط بات کہے یا ہمیں تکلیف پہنچائے تو غصہ تو آتا ہے اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اسے غصہ ہی نہیں آتا تو ہو سکتا ہے کہ اس کے جذبات اور احساسات مردہ ہوں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ معاشرے میں بہتر طریق پر زندگی بسر کرنے کا راز ہی نہ جانتا ہو۔ غصے کا نہ آنا غیر فطری بات ہے۔ کیونکہ انسان سوچتا بھی ہے اور فیصلے بھی کرتا ہے۔ اسے باتیں اچھی بھی لگتی ہیں اور بری بھی لگتی ہیں' یعنی وہ گوشت پوست کا اس طرح کا انسان ہے کہ اس کے جذبات اسے متحرک رکھتے ہیں اچھی بات سے بھی متاثر ہوتا ہے اور بری بات سے بھی۔ لیکن جہاں تک متاثر ہونے کے نتیجے کا تعلق ہے اس میں فرق ڈالا بھی جا سکتا ہے اور از خود بھی لوگوں میں فرق ہو سکتا ہے۔ یعنی غصہ کسی کو کم آتا ہے کسی کو زیادہ۔ جس کو زیادہ آتا ہے اس کے متعلق ہم کہتے ہیں ذرا ذرا سی بات پر بھڑک اٹھتا ہے۔ کسی کو غصہ کم آتا ہے اس میں برداشت کا مادہ زیادہ ہوتا ہے۔ وہ غصے کو پی جاتا ہے یہ نہیں کہ اسے غصہ نہیں آتا۔ غصہ تو آتا ہے لیکن پی جاتا ہے۔ یہ مختلف قسم کے رویے اگر سامنے رکھے جائیں تو یہ بات پرکھنے کی ضرورت ہے کہ ان میں سے کون سا رویہ اچھا ہے۔ کون سا رویہ ایسا ہے جو ہماری عزت کو نہ صرف برقرار رکھے گا بلکہ اسے چار چاند لگا دے گا۔ یہ کوئی اصولی فیصلہ تو نہیں ہو سکتا ہر موقعے اور محل کے مطابق بات کرنے سے بات بنتی ہے۔ اچھی بات وہی ہے جو موقع و محل کے مطابق ہو۔ غصہ کو پی جانا چاہئے' غصے کا اظہار کرنا چاہئے یہ دونوں الگ الگ اور متضاد باتیں ہیں۔ لیکن دونوں کا امکان ہوتا ہے۔ بعض اوقات انسان کا غصہ اس لئے سامنے آجاتا ہے کہ وہ جو کچھ اسے کہا گیا ہے جو اس سے کیا گیا ہے اسے اپنی بے عزتی تصور کرتا ہے اور بے عزتی تصور کرتے ہوئے وہ اس قسم کی بات کہہ بیٹھتا ہے یا کر بیٹھتا ہے کہ دوسرے کو بھی غصہ آجائے اور بات بڑھ جائے۔ جھگڑا کھڑا ہو جائے۔ لیکن اگر ہم سوچیں اور اس بات پر غور کریں کہ کسی بات کا کتنی دیر تک اثر رہتا ہے تو یہ بات آسانی سے سمجھ میں آسکے گی کہ اکثر باتیں ایسی ہیں جن کا اثر چند لمحات تک رہ سکتا ہے۔ اس کے بعد پھر حالات نارمل ہو جاتے ہیں۔ اگر زیادہ دیر بھی بات چلے تو آخر کتنی دیر تک۔ آپ اسے کم کرنا چاہیں تو آسانی سے کم کر سکتے ہیں اور جب ہمیں اس بات کی سمجھ آجاتی ہے کہ باتیں تو آنی جانی ہوتی ہیں تو ہمیں اپنے غصے پر ضبط حاصل ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ غصہ آخر کس لئے کریں۔ چند لمحات کے لئے۔ ایک چھوٹی سی بات کے لئے۔ ایسا کرنے سے ہمیں کیا فائدہ ہو گا' نقصان تو ہو سکتا ہے کیونکہ غصہ ایک ایسی بات ہے جو کسی دوسرے شخص کو پسندیدہ نہیں ہو سکتا۔ آپ اپنے غصے کو روک لیں دوسرا آدمی اگر غصے میں بھی ہو گا تو رک جائے گا۔ اور وہ حیران بھی رہ جائے گا کہ بات تو غصے والی تھی۔ آپ نے غصہ ہی نہیں کیا۔ لیکن جیسا کہ ہم نے کہا ہے ان باتوں پر غور و فکر کرنے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ یہ باتیں آنی جانی ہوتی ہیں۔ ان کو پلے نہیں باندھ رکھنا چاہئے۔ ان کو دل پر نہیں لگا لینا چاہئے۔ حالات کو زیادہ سے زیادہ نارمل رکھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

دراصل معاشرہ سکون اور امن سے رہ ہی اس طرح سکتا ہے کہ حالات کو نارمل رکھا جائے۔ کسی بات کو اس کی ذاتی اہمیت سے آگے نہ بڑھایا جائے۔ اور اگر غصے والی بات ہو تو اسے کم سے کم کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر ہم اپنے دل میں معافی کا جذبہ پیدا کر لیں اگر ہم یہ کہنا سیکھ لیں کہ چلو کیا ہوا اس نے اگر مجھے کچھ کہہ دیا ہے یا میرے خلاف کچھ کر دیا ہے تو مجھی کو خاموش ہو جانا چاہئے۔ مجھی کو اپنی قوت برداشت استعمال کرتے ہوئے اس کی بات کا نوٹس نہیں لینا چاہئے۔ اگر ہم ایسا کر سکیں تو یقیناً معاشرہ بہتر ہو سکتا ہے ویسے بھی آپ نے دیکھا ہو گا کہ انسان غصے میں ہو تو اس کی حالت کتنی دگرگوں ہوتی ہے وہ خود بھی کڑھتا ہے اور باتیں بھی ایسی کرتا ہے کہ دوسرا آدمی بھی کڑھے۔ یا آگے بڑھے اور جھگڑا شروع کر دے۔

پس آیئے ہم اپنے دل میں معافی کا جذبہ پیدا کریں۔ کہتے ہیں کہ جیسا سلوک آپ دوسروں سے کریں گے ویسا ہی دوسرے بھی آپ سے کریں گے۔ اگر دوسرے بھی غلطی کرتے ہیں تو کیا ہم کبھی غلطی نہیں کرتے۔ اگر ہمیں معافی کی ضرورت ہے تو کیا دوسروں کو کبھی معافی کی ضرورت نہیں اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ دوسرے لوگ ہماری غلطیوں کو نظر انداز کریں تو کیا ہمارا یہ فرض نہیں کہ ہم بھی دوسروں کی غلطیوں کو نظر انداز کریں۔ اور معاشرے کی فضاء کو بہتر بنائے رکھیں۔

پس یہ بات نہایت ضروری ہے اور ہم سب کے لئے ضروری ہے کہ باوجود اس کے کہ غصہ ایک فطرتی چیز ہے اور ہر وہ شخص جو نارمل زندگی بسر کر رہا ہے اسے غصہ تو ضرور آئے گا لیکن غصے کا نتیجہ کیا نکلنا چاہئے۔ یہ بات ہے ہمارے سوچنے والی۔ ہمیں اپنے غصہ کو کس طرح دبانا چاہئے۔ کس حد تک دبانا چاہئے اور کس حد تک اس کا اظہار کرنا ضروری ہے۔ یہ باتیں قابل غور ہیں اور یہ باتیں نہ صرف ہماری انفرادی زندگی کو بلکہ اجتماعی زندگی کو بھی بہتر سے بہتر بنا سکتی ہیں۔ خدا تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم اپنی تمام فطرتی طاقتوں کو صحیح رنگ میں استعمال کرتے ہوئے اپنی زندگی کو بھی بہتر بنائیں اور معاشرے میں دیگر تمام افراد کی زندگی کو بھی بہتر بنانے کی کوشش کریں۔ اے خدا تو ہمیں اس کی توفیق عطا کر۔

---

آج کا کام آج کرتا ہوں
کل پہ چھوڑوں تو ہو نہ پائے گا
زندگی کے ہر ایک شعبے میں
یہ سبق ہے جو کام آئے گا
وقت جو کاہلی میں بیتے گا
اس کو واپس کوئی نہ لائے گا

ابوالاقبال

---

# الفضل فورم

## محترم راجہ غالب احمد صاحب کا تعلیم اور نصاب تعلیم کے موضوع پر خطاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

### صاحب صدر (نسیم سیفی) کا افتتاحی

**خطاب** ہماری اس پر مسرت تقریب کے مہمان خصوصی محترم راجہ غالب احمد صاحب ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری جماعت میں دو قسم کی معروف شخصیتیں موجود ہیں کچھ شخصیتیں ایسی ہیں کہ جماعت میں انتہائی طور پر معروف ہیں لیکن باہر انہیں کوئی نہیں جانتا۔ اور بعض شخصیات ایسی ہیں جو جماعت کے اندر بھی معروف ہوتی ہیں اور باہر بھی معروف ہیں چنانچہ دو چار روز پیشتر میں دفتر میں بیٹھا تھا میرے ساتھ فیصل آباد کے ایک دوست بیٹھے تھے۔ میں نے راجہ غالب احمد صاحب کا نام لیا تو وہ مسکرائے میں نے کہا کیا بات ہے۔ انہوں نے کہا میرے میٹرک کے سرٹیفکیٹ پر ان کے دستخط ہیں اور مجھے اس کی اہمیت یوں معلوم ہوئی کہ میٹرک کے سرٹیفکیٹ پر اس شخص کے اور اس جیسے شائد ہزاروں میٹرک کے سرٹیفکیٹ پر راجہ صاحب کے دستخط ہوں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ جماعت میں تو معروف ہیں ہی۔ جماعت سے بیرونی حلقوں میں بھی آپ خاصے معروف ہیں۔ آپ نے گورنمنٹ کالج سے سائیکالوجی کا ایم۔ اے کیا اور لڑکوں میں ٹاپ کیا۔ اور اس کے بعد کالج میں لیکچرار بھی ہو گئے۔ لیکچرار ہونے کے بعد اور ملازمت کا سلسلہ رہا پھر واپس محکمہ تعلیم میں آئے۔ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن سرگودھا کے چیئرمین پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے چیئرمین اور پنجاب کے وزیر تعلیم کے ایڈوائزر اور تمام سیکنڈری ٹیکنیکل اور ٹیکسٹ بک بورڈ کے کمیٹی کے چیئرمین مقرر ہوئے۔ میں ساری باتیں تو نہیں کہہ سکتا۔ لیکن یہ صرف اشارتاً کہہ رہا ہوں کہ آپ ان عہدوں پر فائز رہے ہیں۔ جہاں تک عہدوں پر فائز رہنے کا تعلق ہے میرے ذہن میں ایک بات یہ آتی ہے کہ کوئی عہدہ انسان کو کوئی کریڈٹ نہیں دیتا۔ عہدہ صرف یہ انڈیکیٹ کرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں یہ قابلیت ہے کہ یہ اس عہدے پر لگ جائے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا۔ کہ وہ شخص اس عہدے کے قابل ہے۔ اور یہ بات میں نے اس لئے کہی ہے کہ 1974ء کے بعد آپ کو ایک لمبے عرصے تک صرف او۔ ایس۔ ڈی رکھا گیا۔ حالانکہ آپ کے ساتھی جو تھے وہ بہت اونچے نکل گئے۔ تعلیمی میدان میں بھی اور سیاسی میدان میں بھی بہت اونچے نکل گئے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو لوگ اونچے نکل گئے وہ ان سے بہتر تھے یہ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ عہدہ اور تعلیم اور قابلیت یہ ضروری نہیں کہ اکٹھے چلیں۔ بلکہ مجھے یاد ہے کہ سندھ کے ایک منسٹر نے کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ میں ہمیشہ تھرڈ ڈویژن میں پاس ہوتا رہا ہوں۔ اب میں وزیر بن گیا ہوں۔ تو گویا کہ ان دونوں کا مقابلہ نہیں ہوتا۔ ہمارے ذہن میں راجہ غالب احمد صاحب صرف 1974ء کے بعد کے او ایس ڈی نہیں۔ بلکہ تمام وہ چیزیں جو دوسرے لوگوں نے حاصل کی ہیں وہ ہمارے واسطے انہوں نے بھی حاصل کی ہیں۔ معروف طور پر یا غیر معروف طور پر لیکن چونکہ عہدہ ضروری نہیں کہ کسی کی قابلیت کا نمائندہ ہو اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ عہدے نہ ملنے کے باوجود آپ کی قابلیت قابل تسلیم ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ جو لوگ آپ سے آگے نکل گئے ان میں ایسی کوئی خصوصیت نہیں تھی کہ وہ آگے نکل جاتے۔ ہم اس بات پر نہایت خوش ہیں کہ آج ہمارے مہمان خصوصی راجہ غالب احمد صاحب ہیں۔ میں اس سے زیادہ تعارف کروا بھی سکوں تو کروانا نہیں چاہتا۔ اس لئے کہ انہیں بولنے کا موقعہ حاصل ہو۔ ہم ان کی باتیں سننے کے لئے یہاں آئے ہیں اور انہی کی باتوں سے محظوظ بھی ہوں گے اور مستفید بھی ہوں گے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جب ان کا بیان ختم ہو تو چند دوست نہایت اختصار کے ساتھ سوال بھی کریں۔ سوال مختصر ہونے چاہئیں حالانکہ سوال تو عام طور پر مختصر ہی ہوتا ہے لیکن بعض لوگوں کے اندر سے سوال نکلنا شروع ہوتا ہے تو لمبائی اختیار کرتا چلا جاتا ہے وہ جواب سے بھی لمبا ہو جاتا ہے۔ ہمارے پاس وقت اتنا زیادہ نہیں ہے مختصر سوال ہوں لیکن سوال ہونے ضرور چاہئیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ جب ہم ان کی باتیں سنیں گے تو اس وقت سوچیں گے بھی اور اپنے دل میں یہ فیصلہ بھی کریں گے کہ ہم نے کیا سوال کرنا ہے۔ یہ نہ ہو کہ سوال Abrupt ہو۔ ہم نے سوچا ہوا ہو کہ ان کی بات میں ہمیں یہ بات سامنے نظر آتی ہے اس بات پر ہم سوال کریں گے۔ اب میں راجہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ آپ خطاب فرمائیں۔

## راجہ غالب احمد صاحب کا خطاب

صاحب صدر!

جزاک اللہ کہ آپ نے خاکسار کو تعریفی کلمات سے نوازا۔ آپ کی اس محفل میں شامل ہونا میرے لئے بڑا اعزاز ہے۔ ایک تو یہ کہ آپ بزرگوں کی معیت میں اور پھر اس عالمانہ ماحول میں احمدیہ ٹیلی ویژن اور آپ نے خاص طور پر خاکسار کو آج یہاں مدعو کر کے نوازا ہے۔ میرے پاس گفتگو کا مواد موجود ہے مقرر تو میں ہوں نہیں کہ تقریر کر سکتا۔ تقریر کا ملکہ مجھ میں قطعاً نہیں۔ تو گفتگو سے میری مراد یہ ہے کہ جو موضوع مجھے تجویز کیا گیا ہے۔ اور میں نے خود بھی مناسب یہی سمجھا کہ تدریسی مواد اور نصاب کے بارے میں بات چیت کروں۔

ہمارے یہاں جو تعلیمی نظام ہے وہ کہاں تک کارگر ثابت ہوا ہے۔ اس کے متعلق کوئی لائحہ عمل تیار کیا گیا ہے یا نہیں تیار کیا گیا۔ اور اگر نہیں کیا گیا تو کیوں نہیں کیا گیا اور پھر یہ تدریسی مواد یا تعلیمی نظام اور نصاب جو ہے اس میں آپس میں ریلیشن شپ کیا ہے۔ حیرت مجھے اس بات پر ہوئی کہ میں ترجمے کی تلاش میں ہوں اور ابھی تک اس کا ترجمہ مجھے صحیح نہیں ملا۔ انگریزی میں جو لفظ ہے "کری کلم" اور "کری کلا" اس کا صحیح اردو ترجمہ موجود ہی نہیں ہے۔ اور میں نے بڑا غور کیا تو مجھے یہ محسوس ہوا کہ یہ بھی ایک غور طلب بات ہے۔ جب ہمیں پتہ ہی نہیں کہ کری کلم اور کری کلا میں کیا فرق ہے یہ اصل میں ہے کیا۔ جب ہمیں یہ پتہ ہی نہیں ہے کہ یہ دو مختلف چیزیں ہیں اور یہ دو پہلو تعلیمی اور تدریسی نظام کے لئے ایک رخ متعین کرتے ہیں تو اس کو پھر ہم کر کیا سکتے ہیں۔ ہم نے جو ادارے بنائے ان کو انگریزی میں کری کلم کہتے ہیں اور اردو میں ان کو ادارہ نصاب برائے ترقی و تحقیق کا نام دے دیتے ہیں۔ لیکن نصاب جو ہے وہ تو ایک لائحہ عمل ہے یا خدوخال جو کسی مجموعی ادارے کے ہو سکتے ہیں۔ کسی موضوع کے بارے میں آپ نصاب بنا سکتے ہیں۔ آپ تعلیم کا نصاب نہیں بنا سکتے۔ اور کری کلم جو ہے وہ آپ کسی خاص موضوع یا خاص مضمون کا نہیں بنا سکتے کری کلم آپ بناتے ہیں ایک مجموعی صورت میں کہ جو ان مضامین کو ایک پیکٹ کی صورت میں ہم دینا چاہتے ہیں کسی خاص ایج (Age) یا سٹیج آف لائف (Stage of life) میں بچوں کو اور ان کے متعلق ہم ایک نکتہ نظر یا خدوخال بناتے ہیں۔ جب میں بورڈ میں چیئرمین تھا تو کری کلم ڈویلپمنٹ والوں سے اکثر ہمارا یہ جھگڑا رہتا تھا کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ وہ ہم سے کہتے تھے کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ اور یہ مسئلہ ابھی تک چل رہا ہے۔ کہ کتاب جو ہے اس میں نصاب کا کتنا دخل ہو گا۔ نصاب میں کتاب کا کتنا دخل ہوتا ہے پھر تدریسی معیار کیا ہے اور علمی مواد کیا ہے۔ اور موضوعات جو ہیں اس کے خدوخال کیا ہونے چاہئیں۔ تو میں کری کلم کو جس کو کہ میں صحیح سمجھتا ہوں اور Syllabi میں امتیاز کرنے کے لئے میں نے سوچا کہ پھر کیا کیا جائے تو میرے ذہن میں یہی بات آئی کہ کری کلم جو ہے وہ تعلیمی اور تدریسی مواد کے خدوخال کو کہتے ہیں جو کسی خاص سٹیج میں بنایا جائے اور نصاب جو ہے نصابات جو ہیں وہ موضوع کے ہوتے ہیں۔ مضامین کے ہوتے ہیں۔ اگر نصابات آپ بناتے ہیں۔ تو وہ اس (Over All) اوور آل کری کلم کے نکتہ نظر سے بناتے ہیں کہ اب ان مضامین پر ہم نے اتفاق کیا ہے اس سٹیج کے لئے اور یہ بھی سوچنے والی بات ہے کہ جب ہم تعلیمی نظام کو نافذ کرتے ہیں اور اس کے لئے کچھ اس کے اجزاء ہیں جو ہمارے ذہن میں ہونے چاہئیں۔ تعلیم کے اور تدریس کے جو بنیادی اجزاء ہیں وہ بھی جب تک آپ Pin Point نہیں کرتے ہمارے ہاں تو یہ حال ہے کہ علم، اطلاع، ہدف، معلومات ان کا پتہ ہی نہیں۔ ہم ڈائریکٹر آف پبلک انسٹرکشنز کہتے ہیں اور ہمیں یہ پتہ نہیں کہ پبلک انسٹرکشنز کسے کہتے ہیں۔ پبلک انسٹرکشنز وہ ادارہ تھا جو انگریزی حکومت کی رہنمائی کرتا تھا۔ پبلک اور خاص ماحول میں اس کو تعلیمی اعتبار سے اب آپ پبلک انسٹرکشنز کو ہی ایجوکیشن سمجھ لیں۔ اسی کو ہم نظریہ تعلیم کہتے ہیں۔ اسی کو ہم سمجھتے ہیں کہ یہی Ideology ہے۔ ہمیں یہ بھی پتہ نہیں کہ علم کا کوئی نظریہ نہیں۔ علم کا کوئی فلسفہ نہیں فلسفے کے نظریات جو ہیں یہ علم سے پرورش پاتے ہیں۔ علم بذات خود جو ہے اس کی کوئی نظریاتی سمت آپ نہیں بنا سکتے۔ تعلیم اور علیم و خبیر اور حکیم جو اسماء ہیں ان کا اپنا اپنا ایک دائرہ کار ہے۔ اور اس دائرہ کار کے نیچے وہ آتے ہیں۔ اور یہ جو اللہ تعالیٰ کے اسماء ہیں ان اسماء سے ہی اللہ تعالیٰ کے Source of knowledge جو ہیں وہ Trascend ہوتے ہیں۔ جب ہم ان پر غور کریں تو آپ کو یہ اندازہ ہو جائے گا کہ علم جو ہے وہ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ علم کی بنیادی (Basic Requirement) ضرورت ہے کہ وہ ہمیں شعور کی طرف راہنمائی کرے وہ ہم میں ایک شعور پیدا کرتا ہے۔ اس کے تین بنیادی اجزاء ہیں جو نصاب کے لئے بھی اور تدریس کے لئے بھی اور تدریسی مواد کے لئے بھی اور علمی مواد کے لئے بھی" چاہے وہ کتاب کی صورت میں ہو یا کیسٹ کی صورت میں ہوں یا ٹی وی کا پروگرام ہو یا تعلیمی پروگرام ہو یا Correspondence Course ہو۔

جب آپ بناتے ہیں اس کو تو آپ کے ذہن میں یہ ہونا چاہئے کہ علم کی تین بنیادی ٹائپ ہیں۔ علم ہے کیا؟ اس وقت میرا علم جو میں آپ کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کر رہا ہوں وہ ایک لمحاتی دور میں سے گزرتا ہے۔ اس کے پیچھے ایک تو وقت کی سطح ہے ماضی ہے حال ہے اور مستقبل تو علم کی جو جڑیں ہیں جن پر بنیاد ہے یہ زمان و مکان میں علم ہے۔ اس زمان و مکان میں جس میں آپ رہتے ہیں۔ جن جغرافیائی حدود میں آپ ہیں۔ آپ وہ اور پلس (Plus) جو آپ نے ایک سوسائٹی تجویز کی ہے اور جس سوسائٹی میں جس انداز سے آپ رہ رہے ہیں۔ جس سطح پر آپ رہ رہے ہیں۔ جو شعور آپ حاصل کر رہے ہیں۔ وہ آپ کی علم کی سطح ہے۔

کوئی بھی چیز لے لیں جس میں آپ کو معلومات یا علم یا کوئی خبر یا اطلاع آپ کو نظر آتی ہے تو اس میں تین چیزیں ہیں۔ ایک تو Cognative حصہ ہے جو آپ کو بتا رہی ہے۔ آپ کو تیار کر رہی ہے آپ کے شعور میں داخل ہو رہی ہے۔ آپ متوجہ ہوں۔ تو وہ Cognition ہے۔ متوجہ ہونے کی ضرورت میں آپ کے اندر ہلچل پیدا ہوئی۔ وہ ہے عمل۔ یہ علم کا دائرہ ہے وہ عمل کا دائرہ ہے۔ اور جب عمل جو ہے وہ Activate ہو گیا ہے اس کے بعد پھر اس کا اثر ضرور ہو گا۔ وہ Affection ہے وہ اثر کیا

## ایک اچھی بات

خدا تعالیٰ بدوں کسی نیکی دعا اور التجا اور بدوں تفرقہ کافر و مومن کے ہر ایک کی پرورش فرما رہا ہے۔ اور اپنی ربوبیت اور رحمانیت کے فیض سے سب کو فیض پہنچا رہا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہو گا۔ وہ اچھا ہو گا یا برا ہو گا یا خوش آئند ہو گا یا اس میں مایوسی ہو گی۔ یا اس میں اطمینان ہو گا یا فرحت ہو گی یا تفریح ہو گی۔ کچھ نہ کچھ ہو گا۔ تو وہ اس کی جزاء ہے۔ تو علم، عمل اور جزاء یہ تینوں جب اکٹھے ہو جاتے ہیں تو وہ تعلیم اور تدریس بن جاتے ہیں۔ چاہے وہ چھوٹے سے چھوٹے لیول پر ہو یا بڑے سے بڑے لیول پر۔ جس تدریسی نظام' جس کری کلم اور جس سلیبس کو آپ علمی سطح اور عملی سطح۔ علم اور عمل۔ اور اس کے ساتھ اس کی جزاء چاہے وہ پرائم آف Punishment کے رنگ میں ہو۔ یا جزاء سزا کے رنگ میں ہو یا خیر اور شر کے رنگ میں ہو یا وہ Incentive کے رنگ میں ہو۔ یا وہ اطمینان کے رنگ میں ہو وہ کسی صورت میں ہو وہ جو ہے یا بے اطمینانی کی حالت پیدا کر دے۔ اضطراب پیدا کر دے۔ تو وہ جو ہے وہ اس کا Net result ہے تعلیم کا۔ تعلیم کا جو پیکیج ان تینوں میں سے کسی ایک چیز کو بھی Ignore کرتا ہے وہ نامکمل رہ جاتا ہے۔ پھر یہ بھی غور کیا جاتا ہے کہ نصاب میں تخیلاتی پہلو زیادہ آگیا ہے یا آئیڈیولوجیکل۔ ہمارا نصاب جو ہے۔ ہمارا نظام تعلیم جو ہے وہ اصل میں زیادہ Ideolojical ہو جاتا ہے۔ باتیں کرتے کرتے ہم Ideology پر چلے جاتے ہیں۔ نظریئے پر چلے جاتے ہیں۔ اسلامی ہونا چاہئے۔ اسلامی نہیں ہونا چاہئے۔ اس کو کیا ہونا چاہئے۔ حیاتیاتی ہونا چاہئے۔ یا اس کو Mundane ہونا چاہئے۔ یا نہیں ہونا چاہئے۔ یہ آپ اس بحث میں چلے جاتے ہیں۔ دوسری طرف عمل کی کیفیت یہ ہے کہ نہ فنون اس سے پیدا ہوتے ہیں نہ مہارت اس سے کوئی نصیب ہوتی ہے اور Emotional لیول پر اس میں کوئی اطمینان کی کیفیت نہیں۔ یا اضطراب یا شک و شبہ یا Motivation یا sense of inquiry اس سے پیدا نہیں ہوتی۔ جب یہ چیزیں نہ ہوں تو وہ نظام جو ہے وہ تعطل کا شکار ہو جاتا ہے اور اس میں وہ Variation نہیں رہتی جو کہ نظام تعلیم میں ہونی چاہئے۔ اب ان صورتوں کو دیکھتے ہوئے ایک پہلو جو ہے وہ میں نے بنیادی طور پر آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔

دوسرا پہلو یہ ہے کہ جب آپ نصاب کی بات کرتے ہیں تو پہلے تو آپ اس کے لئے سوچیں کہ نصاب آپ کس سطح پر بنا رہے ہیں۔ بچوں کی سطح پر بنا رہے ہیں۔ بچوں کی جو سطح ہے تعلیم کی طلباء کی جو سطح ہے تعلیم کی میں اس Detail میں نہیں جانا چاہتا۔ لیکن اسے تین طرح پیش کیا جا سکتا ہے۔ بنیادی سطح جو ہے ایک تو یہ ہے کہ جس کو ہم Childhood کا پیریڈ کہتے ہیں۔ طفلی کا پیریڈ پھر وہ ہے جس کو آپ Puberty اور Adolesense کا پیریڈ کہتے ہیں۔ یہ ایک ایسی سطح ہے جہاں پر آپ کو Orientation کرنی پڑے گی۔ نظام تعلیم کی بھی۔ نصاب کی بھی۔ اور اشیاء کی بھی۔ جب آپ ان چیزوں کو بالکل Ignore کر دیتے ہیں اور آپ نصاب کو ہی نافذ کرنا چاہتے ہیں۔ تو وہ آپ کا نصاب جو ہے وہ ناکارہ ہو جائے گا۔ کیونکہ آپ اس کے اندر جس طرح جا رہے ہیں اس کے مطابق آپ اس نصاب کو پیش نہیں کر رہے طفلی کا پیریڈ دو تین سال سے لے کر پانچ چھ سال تک چلتا ہے پھر جو پیریڈ Puberty اور Adosolence کا شروع ہو جاتا ہے وہ آٹھ نو سال سے لے کر گیارہ بارہ تیرہ چودہ سال تک چلتا ہے۔ پھر اس کے بعد وہ پیریڈ آجاتا ہے جس کو ہم کہتے ہیں

On the threshold of adulthood

یہ سترہ اٹھارہ بیس سال تک ہے۔ پھر آپ اس سے آگے جا کے Adulthood کے پیریڈ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ یہ جو سطح ہوتی ہے اس بنیادی سطح پر نصاب تعلیم کو اور نظام تعلیم کو Mould کیا جاتا تھا۔!! کسی زمانے میں اور جب وہ کیا جاتا تھا تو وہ زیادہ فعال تھا۔ وہ زیادہ مربوط تھا۔ اور Integrated تھا جب آپ نے زیادہ تجزیاتی ہونے کی کوشش کی Analytical ہونے کی کوشش کی تو مضامین تو بہت سے نکل آئے لیکن ان مضامین کو اختیار کرنے کے لئے اور ان مضامین کو استوار کرنے کے لئے اور ان مضامین کو لاگو کرنے کے لئے آپ کو وہ Potential نہیں مل رہا جو کہ بچوں کے ہاں Available ہے۔ آپ کو پتہ ہی نہیں۔ اس لئے ہم Confuse ہو رہے ہیں۔ تو Confusion جو ہے اس کی وجہ سے کوئی نصابی ترقی نہیں ہوتی۔ اب دوسرا Angle یہ ہے کہ ہمارے پاس ہے کیا نظام تعلیم اور نصاب اور کری کلم کے بارے میں۔ اس سلسلے میں گزارش ہے کہ سب سے پہلے تو افراتفری کا عالم جو ہے وہ اس ملک کی قسمت میں لکھا ہوا تھا۔ تقسیم ملک ہوئی تو ایک بہت بڑا Colossal Change آگیا۔ آبادی کا تبادلہ ہوا۔ اس نے معاشرے کی بنیادیں گر گئیں۔ جبکہ ابھی بنی ہی نہیں تھیں۔ لیکن جب یہ ہوا تو افراتفری کے عالم میں جہاں ہم بنیادی آئین نہیں بنا سکے ملک کا۔ تو پھر یہ Claim کرنا کہ کوئی تعلیمی پالیسی نہیں بن سکی۔ یہ کوئی آپ زیادہ ان لوگوں کو مطعون نہیں کر سکتے جو اس وقت انچارج تھے کیونکہ وہ اور بہت سے مسائل میں الجھے ہوئے تھے۔ اور ان کے ہاں وقت بھی اس قدر نہیں تھا جس کو تقسیم کر کے ضائع کرتے۔

پھر میری گزارش یہ ہے کہ تعلیمی نظام As Such اگر میں بہت Candid اور Bold ہو کے کہوں تو میں نے جو پہلے بھی Indicate کیا ہے کہ تعلیم کا تو آپ پھر بھی کہہ سکتے ہیں کہ کوئی فلسفہ ہو سکتا ہے لیکن علم As Such جو ہے اس کا کوئی فلسفہ نہیں۔ وہ کھلی چیز ہے۔ علم نازل ہوتا ہے وہ دیا جاتا ہے۔ اب جب وہ نازل ہوتا ہے تو آپ اپنی انفرادی سطح پر اس کا حصول کرتے ہیں اس کے بعد اس کی بنیاد پر فلسفے اور نظریات کو قائم کرتے ہیں۔ تو یہ کہنا کہ ہم نے تعلیم کا کوئی نظریہ ہی نہیں بنایا۔ میں اس کا کوئی اتنا لمبا چوڑا قائل نہیں۔ تعلیم خود نظریہ ہے۔ اگر آپ کے پاس علم ہے اور طالب علم ہے جو کہ علم حاصل کرنا چاہتا ہے اور عالم یا استاد ہے جو علم دینے والا ہے تو نظام تعلیم مکمل ہو جاتا ہے۔ اب اس کو ہم اس طرح بھی کہہ سکتے ہیں کہ استاد کا کیا کام ہے۔ سٹوڈنٹس کو Attract کس طرح کرے۔ آیات کی تلاوت سے متوجہ کرے آیات کے بتانے سے متوجہ کرے۔ آیات کو سمجھانے سے Attract کرے۔ سٹوڈنٹ کو بتائے کہ تم کیا ہو اور تمہیں کیا حاصل کرنا چاہئے۔ جب وہ حاصل کر لے تو پھر کیا کرے۔ اس کو اس طرح تیار کرے کہ وہ علم اور حکمت کے حاصل کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اس کے ذہن کے اندر سے اس کی صفائی ہو جائے کہ وہ ایسے Receptive موڈ میں آ جائے کہ وہ علم حاصل کرنے کے لئے اور حکمت لینے کے لئے تیار ہو جائے۔ کہ وہ آپ کو کتاب بھی سکھائے گا اور اس کے ساتھ عمل کی کیفیت بھی آپ کو آجائے۔ حکمت کیا ہے

It is application of Knowledge

پھر اس کا تجربہ کرے۔ جب ہم تجربہ کر کے دیکھتے ہیں تو ہم یہ جانتے ہیں کہ اس تجربے سے ہمیں یہ حاصل ہوا اور اس کا لب لباب یہ ہے کہ یوں ہونا چاہئے یوں نہیں ہونا چاہئے۔ اس سے پھر فلسفہ اور حکمت پیدا ہوتی ہے۔ یہ وہ عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت میں نازل ہوتا رہا ہے اور ہوتا ہے۔ اور ہوتا رہے گا۔ اور اسی نظام کو علی طور پر ظاہری اور باطنی علوم میں ہم رائج کرتے ہیں۔ ظاہر اور باطن کے علوم کے اصول مختلف نہیں ہیں۔ یہ میں واضح کرنا چاہتا ہوں۔ علم کے ماخذ ایک سے ہیں۔ وہی آپ کی آنکھ ہے وہی آپ کے کان ہیں وہی آپ کا دل ہے یا دماغ ہے جس سے آپ علم حاصل کرتے ہیں۔ یہی علم الیقین ہے۔ یہی عین الیقین ہے اور یہی حق الیقین ہے۔ علم الیقین کیا ہے؟

All serial knowledge

جو کہ آپ روایت سے لفظ سے 'استدلال سے' سیکھی ہوئی باتوں 'ہسٹری سے' جو بھی آپ حاصل کرتے ہیں وہ علم ہے۔ اس کے لئے الفاظ کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے لسان کی ضرورت ہے اس کے لئے تجربے کی ضرورت ہے اس کے بغیر ذخیرہ الفاظ کے بغیر آپ علم حاصل نہیں کرتے۔ جو ان خزائن میں ہے۔ جو کتاب کی صورت میں ہے یا عبارت کی صورت میں ہے یا آپ جس کو کہہ سکتے ہیں کہ Symbols کی صورت میں ہے۔ حساب ہے۔ یہ

Symbolic knowledge

ہے۔ وہ آپ کو اس رنگ میں ملے گا اور وہ آپ بغیر علم کے حاصل نہیں کر سکتے۔

دوسرا یہ ہے تجربہ 'مشاہدہ جس میں آنکھ کا کام ہے وہ عین الیقین ہے اور کلام الٰہی نے دونوں Symbolism استعمال کئے ہیں۔ اور آج کا جو بنیادی لسانی تجربہ ہے وہ یہی کہتے ہیں کہ کام کے لئے Serial Knowledge کی ضرورت ہے اور سیریل نالج کے بغیر فاؤنڈیشن نہیں بن سکتی۔ نہ ہسٹری تعمیر ہو سکتی ہے اور نہ ہی علم کے ماخذ اکھٹے کئے جا سکتے ہیں۔ یہ سب سیریل نالج پر Depend کرتا ہے۔

اب سیریل نالج کے بعد آپ آتے ہیں مشاہدہ پر وہ مشاہدہ حق کی گفتگو ہو تو پھر بھی آپ کو مشاہدہ سے تجسیم کی طرف آنا پڑتا ہے۔ کیونکہ پھر آپ ٹھوس حقیقتوں کی بات کرتے ہیں۔ اجسام کی بات کرتے ہیں چاہے وہ اجسام فلکی ہوں یا وہ اجسام اس دنیا کے ہوں یا ذرے ہوں یا وہ اجرام آسمانی ہوں آفاقی ہوں یا اس زمین کے ہوں۔ یا وہ جراثیم ہوں۔ ان سب کے لئے آپ کو مشاہدے کی ضرورت ہے۔ تجربے اور Application کی ضرورت ہے۔ یہ مشاہدہ ہے۔

اس کے بعد جو علم ہے وہ Integrated ہے جو اس مشاہدے اور اس روایت اور اس تجربہ اور اس تجسیم کے اصول کے تحت حاصل ہوتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے اوصاف اور اس کی صفات شامل ہو جاتی ہیں۔ اور وہ حق الیقین کی سٹیج پر ہمیں لے جاتا ہے ابتلاؤں سے ہم گزرتے ہیں' تجربے کے دور سے ہم گزرتے ہیں۔ مشکلات کے دور سے گزرتے ہیں۔ ان سب سے گزر کے جو ہم حاصل کرتے ہیں وہ نفس مطمئنہ ہے۔

یہی نفس لوامہ اور نفس امارہ' انسان ایک رنگ میں ایک سطح میں جانور ہے۔ ایک علیحدہ قسم کا جانور ہے۔ لیکن ہے تو جانور اس کا جو Animal Self ہے وہ جب ترقی کرتا ہے تو وہ نفس لوامہ میں داخل ہو جاتا ہے اور نفس لوامہ سے ترقی کرتا ہے تو نفس مطمئنہ میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور یہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک Integration نہ ہو۔ تو جب ظاہری اور باطنی علوم کی ہم بات کر رہے ہیں تو اس کی ایک پیکیج کے طور پر ہم بات کر رہے ہیں۔

محترم راجہ صاحب کے خطاب کے بعد چند حاضرین نے سوال کئے جن کے موصوف نے جواب عطا فرمائے۔ دعا پر اس تقریب کا اختتام ہوا۔

---

## ہر ایک طاقت کا سرچشمہ خدا کی ذات ہے

ہر ایک طاقت کا سرچشمہ خدا ہی کی ذات ہے کسی نبی یا رسول کو یہ طاقت نہیں ہے کہ وہ اپنے پاس سے طاقت دے سکے اور یہی طاقت جب خدا کی طرف سے انسان کو ملتی ہے تو اس میں تبدیلی ہوتی ہے اس کے حاصل کرنے کے واسطے ضروری ہے کہ دعا سے کام لیا جاوے۔ اور (عبادت) ہی ایک ایسی نیکی ہے جس کے بجالانے سے شیطانی کمزوری دور ہوتی ہے اور اسی کا نام دعا ہے۔ شیطان چاہتا ہے کہ انسان اس میں کمزور رہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ جس قدر اصلاح اپنی کرے گا وہ اسی ذریعہ سے کرے گا۔ پس اس کے واسطے پاک صاف ہونا شرط ہے جب تک گندگی انسان میں ہوتی ہے اس وقت تک شیطان اس سے محبت کرتا ہے۔ (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صاحبزادہ مرزا مجید احمد

# میرا بھانجا میرا دوست

جب سورج کی شعاعیں پانی کے معلق قطرات پر پڑتی ہیں تو ایک قوس قزح آسمان پر نمودار ہو کر ابھرتی ہے جو کہتے ہیں کہ سات رنگوں پر مشتمل ہوتی ہے اور یہ رنگ خدا معلوم کتنے اور رنگوں سے تخلیق ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ دھنک ہر شخص کو بھاتی اور مسحور کرتی ہے مگر جب اللہ تعالیٰ کا جو پرتو انسانوں پر ہر لحظہ اور ہر لمحہ پڑ رہا ہوتا ہے تو جو رنگ اس سے ابھرتے ہیں وہ اسمائے حسنہ کی طرح سینکڑوں رنگوں میں اس دنیائے رنگ و بو میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ کوئی رحمانیت کا رنگ لئے ہوتا ہے تو کوئی رحیمیت کا۔ کوئی ستاری کا تو کوئی غفاری کا۔ انہی رنگوں نے دنیا میں عجب سماں پیدا کیا ہوتا ہے۔ کسی میں عبودیت کا رنگ ہوتا ہے جو سب رنگوں کا جامع رنگ ہے۔ لیکن اس کے لئے تمام رنگوں کو جمع کرنے کی صلاحیت اور اہلیت کا ہونا ضروری ہے جو ہمیں بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے۔ خدا کے چند چنیدہ عبد ہی ہوں گے جن میں یہ صلاحیت پیدا ہوئی اور ان میں سے بھی ایک ہی تھا جس نے کمال کا درجہ پایا۔

میرے بھانجے نے اپنے اوپر پارسائی کا کوئی بھی خول نہیں چڑھا رکھا تھا۔ آج کل آپ کو زندگی کے ہر موڑ پر منہ میں رام رام اور بغل میں چھری رکھنے والے انسان قدم قدم پر ملتے ہیں۔ وہ ایسا نہیں تھا۔ جو تھا بس وہی تھا۔ موقعہ اور محل کے لحاظ سے گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا اس کی خلقت میں ہی نہیں تھا۔ کمزوریاں کس میں نہیں ہوتیں۔ اس میں بھی تھیں مگر جو اس کی نیکیاں تھیں وہ بڑی Solid قسم کی تھیں۔ اس میں بعض ایسی خوبیاں تھیں جو انسان کا جوہر کہلانے کی مستحق ہیں۔ وہ بس ایک اچھا انسان تھا جس نے کسی کو دکھ نہیں دیا۔ جس کے منہ سے میں نے کبھی کسی کے حق میں برا کلمہ نہیں سنا۔ وہ لوگوں کا ہمدرد اور خیر خواہ تھا۔ دوستوں کا دوست اور برا چاہنے والوں کے لئے اپنا منہ بند رکھتا اور ان کا معاملہ خدا پر چھوڑ دیتا۔ آج کل کے نفسا نفسی کے زمانہ میں ایسے لوگ کہاں ملتے ہیں۔ اس کے دوستوں کا اور تعلق رکھنے والوں کا حلقہ بہت وسیع تھا۔ ہزاروں لوگ تعزیت کے لئے آئے اور ہر ایک کی زبان پر ہی یہی فقرہ تھا کہ ہم نے نسیم کی زبان سے کبھی کسی کے بارہ میں برا کلمہ نکلتے نہیں سنا۔ یہ کتنی بڑی بات ہے ورنہ لوگ تو ادھر بیٹھ ہوئی اور مجلس سے اٹھے تو وہ جو ایک پل پہلے گن گا رہے تھے وہ چغلی پر اتر آتے ہیں۔ نسیم کی خوبیاں بھی منفرد تھیں اور خامیاں بھی منفرد۔

مجھے یاد پڑتا ہے کہ پارٹیشن کے وقت جب قادیان چاروں طرف سے سکھوں کے مسلح غارت گروں سے بری طرح گھرا ہوا تھا اور تمام آبادی دار میں آکر پناہ گزین ہو گئی تھی اور کچھ پتہ نہیں تھا کہ کب سکھوں کی طرف سے جن کے ساتھ فوج بھی ملی ہوئی تھی بھرپور حملہ ہو اور ہم سب بے دردی سے قتل کر دیئے جائیں اس وقت خوف کا یہ عالم تھا کہ میں نے کئی لوگ دیکھے جو ہاتھ میں درخواستیں لئے منت سماجت کرتے نظر آتے۔ درخواستوں میں طرح طرح کے عذر درج ہوتے کہ انہیں اس وجہ سے سب سے پہلے آنے والے قافلہ میں پاکستان بھجوا دیا جائے۔ بعض نے تو برقعہ پہن کر اس دہکتے ہوئے تندور سے فرار ہونے میں کوئی عار نہ سمجھا۔ اس وقت نسیم نے جس نے ابھی شاید اپنی عمر کی بیس بہاریں بھی نہ دیکھی تھیں کس طرح بہادری اور شجاعت کا پیکر بنا ہوا تھا۔ جب پاکستان سے حضرت صاحب کی طرف سے آڈر آیا کہ بیس برس تک کی عمر کے بچوں کو قادیان سے فوری طور پر آئندہ آنے والے قافلہ سے پاکستان بھجوا دیا جائے تو ہم نے روتے چیخیں مارتے نسیم کو زبردستی پکڑ کر قافلہ والوں کے سپرد کیا اور یہ تھا کہ ان کے ہاتھوں سے نکلا جاتا کہ نہیں میں قادیان چھوڑ کر نہیں جاؤں گا۔ اس کا رد عمل اتنا شدید تھا کہ ہمیں انچارج قافلہ کو ہدایت کرنی پڑی کہ اسے جب تک قافلہ نہر پار نہیں کر جاتا دو مضبوط آدمی پکڑے رکھیں تاکہیں یہ ان کی گرفت توڑ کر ٹرک سے کود نہ پڑے۔

پاکستان پہنچ کر خاندان کے نوجوانوں کا جو Batch سب سے پہلے فرقان فورس میں شامل ہو کر کشمیر گیا ان میں نسیم کا نام سرفہرست تھا۔ فرقان فورس کے کمانڈر کرنل حیات صاحب نے اس کی صلاحیتوں اور جوش کو پرکھتے ہوئے ایک دستہ کا انچارج مقرر کیا اور کئی مرتبہ Enemy Line پر رات کو گشت پر جاتا رہا۔

گو میں اس کا ذاتی طور پر گواہ نہیں ہوں مگر مجھے ایک عزیزہ نے بتایا کہ جب ان کا چھوٹا بھائی شمیم احمد جاپان میں دل کا دورہ پڑنے سے وفات پا گیا تو مروجہ دستور کے مطابق اس کی بیوہ اور بچوں کو جائیداد میں سے حصہ نہیں مل سکتا تھا۔ بعض لوگوں نے نسیم کو کہا بھی کہ فقہ میں یہی درج ہے۔ گو بعض فقہا نے پوتے پوتیوں کو بھی وراثت میں حصہ دار بننے کے متعلق اظہار خیال کیا ہے مگر جو مروجہ طریق چلا آرہا ہے اور جس پر عمل ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ وفات یافتہ بچے کی فیملی جائیداد کی وارث نہیں سمجھی جاتی۔ نسیم سے جب بعض نے اس بات کا اظہار کیا تو کہنے لگا کہ عدل اور احسان سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ نے ایتاء ذی القربیٰ بھی تو فرمایا ہے۔ اپنی بھاوج اور شمیم کے بچوں کو باقاعدہ جو حصہ بنتا تھا اس کے مطابق اپنی جائیداد اور اس کی آمد سے باقاعدہ ادائیگی کرتا رہا۔ ادھر ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو اپنے بہن بھائیوں کا جائز حصہ دینے سے بھی ان کو تامل ہوتا ہے۔

میرے بھانجے میرے دوست تجھے زندگی سے پیار تھا اور تو نے بھرپور زندگی گزاری۔ زندہ رہنے کی خواہش کسے نہیں ہوتی تجھ میں بھی تھی۔ تو لوگوں سے اپنی اور ان کی عمر کا ہمیشہ تقابل کیا کرتا اور ہمیشہ اپنے آپ کو ان سے زیادہ جوان ہی سمجھتا رہا۔ آج جو تجھ سے عمر میں بڑے تھے انہوں نے اپنے ہاتھوں تجھے لحد میں اتار دیا اور اشک بار آنکھوں سے تجھ سے خالی، گھر میں لوٹ آئے۔ اب تجھے اپنے سے بڑے یا چھوٹا لگنے کا غم نہ رہا۔ تو اب ابدی زندگی پا گیا۔ اب تو جہاں ہے وہاں تو ہمیشہ جوان ہی رہے گا۔ خدا حافظ۔

---

○

نہ کام آسکیں گے بہانے مرے
اجل ڈھونڈ لے گی ٹھکانے مرے
زمانے میں پھیلے فسانے مرے
فضاؤں میں گونجے ترانے مرے
کوئی سُن رہا ہے ترانے مرے
بڑے اوج پر ہیں زمانے مرے
جلے سینکڑوں آشیانے مرے
ہوئے کم نہ پھر بھی ٹھکانے مرے
منادی ہوں مَیں آج توحید کا
یہ ہے دور میرا زمانے مرے
عنایاتِ پیہم، کرم در کرم
دفینے مرے ہیں خزانے مرے
دعائیں مری، التجائیں مری
یہی گیت ہیں اور ترانے مرے
ہے زیرِ نگیں میرے ملک سخن
گڑے ہر جگہ شامیانے مرے
مقدر عدو کا ہے نارِ حسد
بجے ہر طرف شادیانے مرے
اٹھالوں گا ہنس ہنس کے بارِ الم
نہیں اتنے کمزور شانے مرے
تمنائے خام اور دستِ طلب
یہی تو ہیں دشمن پرانے مرے
سلیم ان کا حسن نظر تو ہی ہے
پسند آگئے جو ترانے مرے

سلیم شاہ جہانپوری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میجر ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب

الفضل 25 جون 1958ء

# گرمی سے بچاؤ کے طریق

آجکل شدید گرمی پڑ رہی ہے۔ جس سے ہر شخص کم وبیش متاثر ہو رہا ہے۔ بعض کے دل میں سن سٹروک (ضربۃ الشمس) کا بھی بہت خوف پایا جاتا ہے۔ احباب کی واقفیت کے لئے گرمی کے اثرات اور ان سے بچاؤ کے متعلق ضروری کوائف اختصار سے عرض کئے جاتے ہیں۔ تا دوست ان سے مستفید ہو سکیں۔

**گرمی کے احساس کا فلسفہ** گرمی کا اثر ایک نسبتی شئے ہے اور اس کا تعلق انسان کے خاص حالات، ماحول کی کیفیات، عام جسمانی صحت، غذا، لباس وغیرہ سے ہے۔ مثلاً بعض اقوام بلکہ حیوان بھی گرمی سے نسبتاً زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ اور اس کے برخلاف بعض بہت کم۔ ملک عرب خصوصاً اس کے جنوبی ساحل کے علاقوں میں اور حضر موت کے لوگ گرمی سے زیادہ متاثر نہیں ہوتے۔ اور وہاں سن سٹروک بہت کم ہے۔ حالانکہ وہاں درجہ حرارت 125 ڈگری تک چلا جاتا ہے۔ اس کے برخلاف یورپ امریکہ اور آسٹریلیا کے گورے باشندے گرمی کے اثرات زیادہ محسوس کرتے ہیں۔ افریقہ کے لوگ باوجود سیاہ فام ہونے کے جو حرارت کو جذب کر کے اعصاب کو نقصان سے بچاتا ہے گرمی سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان میں ہیٹ سٹروک زیادہ ہے۔ اس کے برخلاف برفانی علاقہ کے اسکیمو لوگ جب گرم علاقوں میں لائے جاتے ہیں تو وہ اس سے متاثر نہیں ہوتے۔ یہی حال سرد علاقوں کے ریچھ کا ہے جو چڑیا خانوں میں مزے سے سورج کی شعاعوں میں غسل کرتے دیکھے گئے ہیں۔ مگر انہی گرم علاقوں میں رہنے کا عادی کتا بعض دفعہ ہیٹ سٹروک کا شکار ہو جاتا ہے۔

(2) سردی گرمی کے احساس کا اعصابی قوت کے ساتھ بھی گہرا تعلق ہے۔ اعصابی ضعف کی حالت میں نہ صرف سردی بلکہ گرمی بھی زیادہ لگتی ہے۔

(3) عام جسمانی صحت کا بھی گرمی کے احساس سے شدید جوڑ ہے۔ تندرست آدمی کو بہ نسبت بیمار کے گرمی کم لگتی ہے۔

(4) خوراک کا بھی گرمی کے احساس سے شاید تعلق ہے۔ مثلاً گرم غذا یعنی لحمیات (گوشت، مچھلی، انڈا) مکھن، چینی، چائے وغیرہ کے زیادہ استعمال سے گرمی زیادہ لگتی ہے بہ نسبت ٹھنڈی اور معتدل غذا سبزی پھل دودھ، دہی اور لسی وغیرہ کے۔

(5) توجہ کا بھی اس میں کافی حد تک دخل ہے۔ بالعموم بیکار آدمی گرمی زیادہ محسوس کرتا ہے بہ نسبت اس کے جو ذمہ داری کے احساس میں دبا ہوا اپنے مفوضہ فرائض میں مشغول ہو۔ دماغی کام زیادہ گرمی میں نہیں ہو سکتا۔ خصوصاً تحریر اور تحقیق کا کام۔

(6) یوں گرمی اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت غیر مترقبہ ہے اس کا روحانی ترقی کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ جسمانی صحت کے لئے بھی خشک گرمی مفید ہے اس سے جلد کے وہ کروڑوں مسام جو موسم سرما میں بند رہتے ہیں کھل جاتے ہیں جن سے جسم کے فضلات پسینہ کی صورت میں بخوبی خارج ہو جاتے ہیں۔ پھر اس میں کیا شک ہے کہ مشروبات (ٹھنڈے شربت، لیمن، لسی وغیرہ) کا لطف بھی شدید گرمی میں ہی آتا ہے۔

(7) جسم کو گرمی میں ٹھنڈا کرنا بہت پیچیدہ اور نازک عمل ہے۔ جس سے جسم کی خاصی قوت خرچ ہو جاتی ہے اور نمک بھی پسینہ کے راستے خارج ہو جاتا ہے۔ جس سے کافی ضعف اور کوفت ہو جاتی ہے۔ پس ان ایام میں نمک کی اہمیت ظاہر ہے۔ جسم کو ٹھنڈا کرنے کے دو طبعی طریق ہیں۔ ایک وہ جب پانی انسان نہ پی سکتا ہو۔ مثلاً خشک علاقوں اور روزہ کی حالت میں اور دوسرے جب انسان پانی پی رہا ہو۔ اول الذکر طریق یہ ہے اطراف کی خون کی رگوں کو پھیلا دیا جاتا ہے۔ جس سے دوران خون تیز ہو کر جلد سرخ ہو جاتی ہے اور حرارت کا انتشار بڑھ جاتا ہے۔ دوسرا طریق پسینہ لاتا ہے۔ جس کے خشک ہونے پر حرارت کم ہو جاتی ہے اور جسم ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے لگاتار پنکھے کے نیچے رہنا مضر ہے۔ چند گھنٹوں کے بعد پنکھا بند کر دیا جائے تاکہ پسینہ آجائے۔

**گرمی سے بچاؤ کی عام ہدایات** (1) مکان۔ گرما کے لئے مکان کھلا اور ہوادار ہو۔ چھت 13 فٹ سے کم بلند نہ ہو۔ برآمدے کا رخ شمالاً جنوباً ہو۔ جس پر اگر توفیق ہو تو چقیں لگا دی جائیں۔ دیواریں موٹی اور کچی مٹی کی ہوں۔ جن میں تھرماس کی طرح خلا ہو یعنی درمیان میں ہوا کے لئے خول ہو۔ دوپہر کو سونے والے کمروں کو صبح آٹھ بجے سے ہی بند کر دیا جائے۔ گرم ہو جانے کے بعد ان کو ٹھنڈا کرنا مشکل ہوتا ہے۔

**(2) لباس** گرما میں باہر دھوپ میں نکلتے وقت ضروری ہے کہ دوہرا لباس یعنی بنیان قمیص اور کوٹ ہو۔ سر پر عمامہ یا ٹوپی یا تولیا بھی ضروری ہے۔ تا سورج کی تیز شعاعوں سے جسم محفوظ رہ سکے۔ ہاں گھر یا دفتر کے اندر بے شک کوٹ اور عمامہ اتار دیا جائے۔ تا اندرونی حرارت کا انتشار ہوتا رہے۔ رنگوں کا بھی حرارت جذب کرنے میں دخل ہے۔ بالعموم شوخ رنگ (سیاہ نیلا وغیرہ) حرارت زیادہ جذب کرتے ہیں اس لئے گرما میں ہلکے رنگ کے کپڑے استعمال کرنے چاہئیں۔ برقع بھی سفید، بادامی یا سلیٹی رنگ کا بہتر ہے۔ ننگے سر پھرنا نہ صرف وقار اور سنت صلحاء کے خلاف ہے بلکہ موسم گرما میں مضر صحت بھی ہے اس سے سر کو لو لگ جاتی ہے اور جسم میں سے پانی (پسینہ) خارج ہو کر یبوست (Dehydration) کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ عمامہ ٹوپی سے سر کا پسینہ اندر بند رہتا ہے جو ایک قدرتی واٹر (Bath) باتھ کا کام دیتا ہے اور سر کو ٹھنڈا رکھتا ہے۔

(3) گرما میں سر کو لو سے بچانے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ سر کے بال لمبے اور سیاہ ہوں اس سے قزع پر پٹوں کی فضیلت واضح ہے۔ چھتری نہ ہو تو سر پر گیلے تولئے کا استعمال بھی مفید ہے۔ جس سے غرباء فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اسی طرح آنکھوں کی حفاظت کے لئے سیاہ چشموں کا استعمال بھی مفید ہے۔

**(4) خوراک** گرمیوں میں غذا زیادہ گرم نہ ہو۔ مثلاً لحمیات (گوشت انڈا مرغی) گھی، چینی اور چائے کا استعمال بھی کم ہو۔ اس کے برخلاف سبزی پھل دودھ، دہی اور لسی کا استعمال زیادہ رکھا جائے۔ نمک بھی زائد کھایا جائے۔ خواہ لسی میں ہو یا پانی میں۔

یاد رہے کہ سادہ پانی پینے سے بہتر ہے کہ پانی نہ پیا جائے۔ (جس طرح روزہ دار کرتا ہے) کہ وہ زیادہ ضعف اور بے چینی پیدا کرتا ہے۔ پسینہ اگر زیادہ آ رہا ہو تو ہمیشہ نمکین پانی پینا چاہئے۔

**گرمی کے مضر اثرات** گرمی کا مضر اثر بالعموم چار طرح جسم پر ہوتا ہے:۔

**(1) شدید گرمی میں ہجوم کے مقامات پر بے ہوشی ہو جانا** یہ دماغ میں دوران خون ست ہو جانے سے ہوتا ہے اور مریض دھڑام سے گر جاتا ہے۔ اس کو لٹا دو اور پنکھا کرو اطراف کو دباؤ، منہ پر پانی کا چھینٹا دو مریض کو ہوش آجائے گا۔ یہ عارضی تکلیف ہوتی ہے اس سے گھبرانا نہیں چاہئے۔ کیونکہ یہ قدرت کا حکیمانہ طریق دماغ کو آرام دینے کا ہے۔

**(2) لو لگنا** اس سے ہلکا سا بخار ہو جاتا ہے جو دو تین دن کے بعد ٹھیک ہو جاتا ہے۔ یہ بالعموم جگر کے فعل کی خرابی سے ہوتا ہے۔ اس کے لئے جگری جلاب (کیلومل، ایلوا، ریوند وغیرہ) مفید ہے۔

**(3) ضعف ہو جانا** اکثر دفعہ گرمی سے شدید کمزوری اور ضعف ہو جاتا ہے۔ جس میں سردرد اور اعضاء شکنی، عضلات کا پھڑکنا، شدت پیاس، بے چینی وغیرہ علامات پائی جاتی ہیں۔ اس کا بڑا سبب پسینہ کی کثرت کی وجہ سے نمک کا جسم میں سے خارج ہو جانا ہے جو عموماً دھوپ میں جسمانی کام کرنے سے ہو جاتا ہے۔ مثلاً گرمی میں ہل چلانا۔ زمین کھودنا سپاہیوں کا مارچ کرنا وغیرہ۔ اس کا اصل علاج حفظ ماتقدم ہے۔ یعنی نمکین پانی کا کثرت سے استعمال۔

**(4) ضربۃ الشمس کے اسباب اور علاج** گرمی کے اثرات میں سے سب سے زیادہ مضر اثر ضربۃ الشمس یا ہیٹ سٹروک ہے۔ جس کو عوام سن سٹروک کہتے ہیں۔ اس کا اصل نام ہیٹ سٹروک یا ضربۃ الحرارت ہے۔ کیونکہ سورج کے بغیر بھی یہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً رات کے وقت یا دن کو جب سورج بادلوں میں چھپا ہوا ہو اور حبس ہو۔ اس کے متعلق معلوم ہونا چاہئے۔ کہ صرف گرمی کی شدت سے یہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے لئے کئی اور شرائط ہیں۔ یعنی گرمی کی شدت کے ساتھ ہوا میں رطوبت (نمی) کی زیادتی۔

ساکن ہوا (حبس) اور عام صحت کا کمزور ہونا۔ پسینہ کا رک جانا وغیرہ۔ مئی جون کے مہینوں میں یہ کم ہوتا ہے خواہ درجہ حرارت 120 ڈگری تک چلا جائے۔ عرب کے علاقوں یمن اور حضر موت میں جہاں 135 ڈگری تک درجہ حرارت پہنچ جاتا ہے۔ ہیٹ سٹروک بہت کم ہے۔ اس کے برخلاف جولائی۔ اگست میں جب برسات کے بعد حبس ہو تو 80‘90 درجہ پر بھی یہ ہوتا رہتا ہے۔ پس اگر ہوا میں حرکت ہوتی رہے۔ نمی کم ہو۔ پسینہ آتا رہے اور عام صحت درست ہو تو ہیٹ سٹروک کا خوف نہیں چاہئے۔ نارمل تندرست انسان ہر طرح کی گرمی سردی کے اثرات سے محفوظ رہ سکتا ہے۔ جو لوگ جہازوں کے انجن روم میں کرتے ہیں۔ جہاں درجہ حرارت 150 سے اوپر ہوتا ہے۔ ان کو ہیٹ سٹروک نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہاں پنکھوں کے ذریعے ہوا کو حرکت دی جاتی ہے اور وہ کثرت سے نمکین مشروبات پیتے رہتے ہیں جس سے پسینہ خوب آتا رہتا ہے۔

پس اس مرض کا حفظ ماتقدم یہ ہے کہ انسان اپنی صحت عمومیہ کا خیال رکھے۔ لباس زیادہ چست نہ ہو۔ بلکہ ڈھیلا ہو۔ خصوصاً گردن کا کالر، دوپہر کو اگر سفر کرنا ہو۔ تو کھانا کم کھائیے۔ نمکین پانی کثرت سے پیئے۔ پنکھا کرتا رہے اور باہر نکلتے وقت لباس دوہرا ہو۔ مثلاً کوٹ، عمامہ چھاتا وغیرہ، ننگے سر نہ پھرے۔ قلب کی امراض والوں کو بہت محتاط رہنا چاہئے۔ اور ایک حملہ کے بعد بہت زیادہ احتیاط رکھی جائے کیونکہ یہ بار بار ہوا کرتا ہے۔

اصل حملہ سے قبل خفیف علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ اگر اس وقت احتیاط کر لی جائے تو مریض بچ جاتا ہے۔ مثلاً بے چینی، متلی، سردرد، سخت جلن، جلد کا خشک ہو جانا، پسینہ رک جانا اس کے بعد ٹمپریچر یکدم 107 ڈگری تک چلا جاتا ہے اور انسان بے ہوش ہو کر گر پڑتا ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ بعض دفعہ ملیریا کا حملہ بھی یہی علامت پیدا کر دیتا ہے۔ اس لئے خون کا معائنہ ضرور کروا لینا چاہئے۔

**علاج** مریض کو اٹھا کر سائے میں لے جاؤ اور فرش پر لٹا دو کپڑے ڈھیلے کر دو مصنوعی دانت نکال دیں کوئی شئے پینے کو نہ دیں۔ خصوصاً برانڈی وغیرہ جو مہلک ہوتی ہے۔ اور کپڑے اتار کر مریض کو ٹھنڈے پانی میں چادر بھگو کر لپیٹ دیں۔ اور خوب پنکھا کریں یہی علاج کا اہم ترین حصہ ہے۔ ورنہ ٹھنڈک پیدا نہ ہو گی۔

(پرانا طریق مریض کو برف ملنے کا اب متروک ہو چکا ہے) اور جب درجہ حرارت 101' 102 تک آجائے تو اس کو خشک چادر میں لپیٹ دیں۔ ورنہ نمونیہ کا خدشہ ہے۔

بعض نادان مریض کو پانی میں تر رکھتے ہیں۔ جب تک وہ بالکل ٹھنڈا نہ ہو جائے۔ اور اس طرح موت واقع ہو جاتی ہے ہوش آنے پر اس کو نمکین پانی دیں۔ اور گلوکوز کا شربت بھی دیں۔ اور اگر خون میں ملیریا کے جراثیم ملیں تو اس کا علاج کروائیں۔

آخر میں عرض ہے کہ دوستوں کو گرمی کے مضر اثرات کا بے جا خوف دل سے نکال دینا چاہئے کیونکہ خوف بھی قوت مدافعت کو کم کرتا ہے۔ اور خوف ہمیشہ نیم علم سے پیدا ہوتا ہے۔ امید ہے ان ہدایات کی روشنی میں احباب اپنی صحت کا خیال رکھ کر گرمی کے مضر اثرات سے بچنے کی کوشش کریں گے۔ صاحب ایمان کی جان بہت قیمتی ہوتی ہے اس کو یونہی ضائع کرنا گویا ایک قسم کی خودکشی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا ہر طرح سے حافظ و ناصر ہو اور جلد اپنی رحمت (باران) نازل فرمائے۔ آمین۔

# اطلاعات و اعلانات

## درخواست دعا

○ مکرم محمد ذکریا طارق صاحب ابن مکرم چوہدری محمد امجد جمیل صاحب سابق قائد علاقہ فیصل آباد نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے میٹرک کے امتحان میں اپنے سکول گرائمر فیصل آباد سے نمایاں پوزیشن حاصل کی اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے .F.Sc فرسٹ ایئر میں ایئر بیس PAF کالج سرگودھا میں داخلہ مل گیا ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah


دوا ایک وسیلہ ہے اور شفا عطیہ خداوندی ہے۔

بہتر تشخیص، مفید مجرب ادویات، مناسب علاج

پرانا نزلہ زکام، گلے کی سوزش، ٹانسلز، گیس، معدہ کا السر، خونی و بادی بواسیر، امراضِ جلد ذیابیطس، امراضِ جگر، قد کا نہ بڑھنا، وقت سے پہلے بالوں کا سفید ہونا اور گرنا گردے و مثانہ کی پتھری و سوزش، کمزوری نظر، موٹاپا، بلڈ پریشر، کمر درد، ریڑھ کی ہڈی کا نقص، عورتوں اور مردوں کے خاص امراض اور بے اولاد مردوں اور عورتوں کے لئے زود اثر علاج

باہر کے مریض اپنے حالات لکھ کر بذریعہ ڈاک منگوا سکتے ہیں

خصوصی رعایت کیساتھ

- ☆ جرمن سیل بند مفرد و مرکب ادویات۔
- ☆ جرمن کملی پوٹینسی و مدر ٹنکچر و بایوکیمک و بایر پلا یچمن ادویات۔
- ☆ شیشے و پلاسٹک کے ڈراپرز اور ڈبیاں۔
- ☆ سادہ گولیاں، ٹکیاں اور ملک شوگر۔
- ☆ 117 ادویات کا خوبصورت بکس مع ادویات قیمت 10ML گلاس شیشی 1450، پلاسٹک شیشی 1250
- ☆ ڈاکٹر کا بی ہومیوپیتھک نسخہ جات مجلد -/30 علاج بالمثل مجلد -/250 و دیگر کتب۔

عزیز ہومیوپیتھک کلینک اینڈ سٹور گولبازار ربوہ

پوسٹ کوڈ: 35460

فون: 04524 212399

## سانحہ ارتحال

○ مکرمہ شمیم ناز صاحبہ زوجہ مکرم منیر احمد صاحب راجپوت 2- جولائی 1997ء کو اٹاوہ کینیڈا میں وفات پا گئیں ہیں۔ موصوفہ مکرم نیاز احمد صاحب کرنالوی الفردوس شال والے لاہور کی صاحبزادی اور مکرم قاضی محمود احمد صاحب راجپوت سائیکل نیلہ گنبد لاہور کی بہو تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔

## احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل کے پروگرام

### پاکستانی وقت کے مطابق

**منگل 15-جولائی 1997ء**

12-00 رات۔ اردو کلاس۔
1-00 تعلیم دین حق۔ روحانی خزائن۔
2-00 ہومیوپیتھی کلاس۔ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
3-30 نارویجین زبان سیکھئے۔
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
4-05 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
4-30 چلڈرنز کارنر۔ ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
5-00 لقاء مع العرب۔
6-00 احمدیہ ٹیلی ویژن سپورٹس۔ مقابلہ واقفین نو دارالیمن۔
7-00 اردو کلاس۔
8-00 نارویجین زبان سیکھئے۔
9-00 ہومیوپیتھی کلاس۔ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
10-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
10-05 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔ ملاقات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع۔
11-00 پشتو پروگرام۔
12-00 تعلیم دین حق۔ روحانی خزائن۔
1-00 لقاء مع العرب
2-00 اردو کلاس۔
3-00 طبی معاملات۔ دانتوں کی بیماریاں میزبان۔ ڈاکٹر سلطان۔ اے۔ مبشر مہمان۔ ڈاکٹر نصیر اے خان (حصہ اول)۔
4-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
4-05 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
4-30 فرنچ زبان سیکھئے۔
5-00 خطبہ از حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع (18-5-90) بیت الفضل لندن۔ یو۔ کے۔
6-00 بنگالی پروگرام۔
7-00 ترجمہ کلام الٰہی کلاس۔
8-00 لقاء مع العرب۔
9-00 نارویجین پروگرام۔
10-00 اگلی شفٹ کے پروگرام۔
10-05 تلاوت۔حدیث۔خبریں۔
10-30 چلڈرنز کارنر۔
11-00 جرمن سروس۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# خبریں

**ربوہ : 14 جولائی-1997ء**
درجہ حرارت کم از کم 30 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 40 درجے سنٹی گریڈ

○ وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں پانچ ڈاکو پرتگال کے سفارت خانے میں تعینات پولیس کے گن مین کو قتل کرنے کے بعد بھاری تعداد میں پاسپورٹ- ویزاجات اور لاکھوں کی نقدی لے کر فرار ہو گئے- گن مین سرگودھا کا رہائشی تھا- اس کے ورثاء کے لئے 3 لاکھ کی امداد کا اعلان کیا گیا ہے- ڈاکوؤں نے چوکیدار اور اس کی بیوی کو ایمبسی کے ایک کمرہ میں رسیوں سے باندھ دیا تھا-

○ "یوم شہدائے کشمیر" پر بھارتی فوج نے 15 حریت پسند شہید کر دیئے ہیں- مقبوضہ وادی میں مکمل ہڑتال کر دی گئی- حریت پسندوں اور فوجیوں میں مسلسل چھ گھنٹے تک خودکار ہتھیاروں سے ایک دوسرے پر حملے کئے گئے-

○ ایران بھارت کو گیس سپلائی کرنے کے لئے اصولی طور پر رضامند ہو گیا ہے- یہ فراہمی گیس پائپ لائن پاکستان سے گزرے گی- وزیر خزانہ سرتاج عزیز نے کہا کہ پاکستان بھی ایران سے گیس درآمد کرنے کے سلسلہ میں بات چیت کر رہا ہے-

○ مسلم لیگ کے رہنما اور ضیاء الحق فاؤنڈیشن کے سربراہ اعجاز الحق نے کہا کہ چاہے چودھویں ترمیم کے ذریعے مجھے نکال دیں اصولی باتیں کرتا رہوں گا- کابینہ میں شمولیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا- میرا مشن وہی ہے جو ضیاء الحق کا تھا- نواز شریف کے لئے محبت کے جذبات ہیں وہ ایسے دوستوں سے بچیں جو انہیں غلط مشورے دیے رہے ہیں-

○ پاکستان کو اس سال کے آخر تک نادہندہ قرار دیئے جانے کا خدشہ ہے- اس لئے ورلڈ بینک نے مالی سال 97-96ء میں پاکستان کو ایک پائی بھی ترقیاتی امداد نہیں دی ہے- حالانکہ اس سے پہلے یہ امداد 65 کروڑ ڈالر تک ملتی رہی ہے-

○ وزیراعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ دہشت گردوں کو ناکام کر کے چھوڑیں گے- ملک دشمن قوتیں بیرونی آقاؤں کے اشاروں پر کراچی میں تخریب کاری کے منصوبے بنا رہی ہیں یہ حربے مسلم لیگ اور ایم کیو ایم میں پھوٹ ڈالنے کے لئے استعمال کئے جا رہے ہیں- کسی کو وزارت نہ ملنے سے مسلم میں دھڑے بندی نہیں ہوگی-

○ دہشت گردی کے خاتمے کے لئے پنجاب پولیس کو 60 کروڑ روپے کے خصوصی فنڈز جاری کر دیئے گئے ہیں-

○ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا ہے کہ قومی حکومت کا نعرہ لگانے والے سنگین غلطی پر ہیں- برسوں کی خرابیاں دنوں میں ٹھیک نہیں ہو سکتیں-

○ سپیکر قومی اسمبلی الٰہی بخش سومرو نے کہا ہے کہ اپوزیشن لیڈر محترمہ بے نظیر بھٹو کا یہ الزام کہ انہیں گاڑی سمیت دیگر مراعات نہیں مل رہیں اور میں اس کا ذمہ دار ہوں غلط ہے- اس میں میرا کوئی قصور نہیں- انہوں نے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ گنی کے جعلی وزیر کے پاس آفیشل لیٹر تھا- پاکستانی حکام کا کوئی قصور نہیں- وہ وزیر نہیں تھا تو گنی کا آفیشل نمائندہ ضرور تھا- یاد رہے کہ گنی کے ایک جعلی وزیر نے 30- جون سے 4- جولائی تک پاکستان کا دورہ کیا تھا اور اسے مکمل پروٹوکول دیا گیا تھا- اور صدر مملکت سے ملاقات بھی کروائی گئی تھی- اور جب وہ پاکستان سے رخصت ہو کر سپین پہنچا تھا تو میڈرڈ ایرپورٹ پر ہیروئن سمگلنگ کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا تھا- تحقیقات شروع کر دی گئی ہے کہ سمگلر جعلی وزیر نے پاکستان کا دورہ کیسے کیا-

○ گورنر پنجاب شاہد حامد نے کہا ہے کہ نگرانوں کا احتساب آرڈی نینس بہترین سسٹم تھا- نگران دور میں ہونے والے فریڈم آف انفارمیشن ایکٹ کو قانونی شکل دی جائے- ایسے قوانین نہ بنائے جائیں جن سے غیر سرکاری تنظیموں کے ہاتھ بندھ جائیں-

○ عوامی نیشنل پارٹی کی صوبائی صدر اور صوبائی احتساب کمیٹی کی چیئرمین بیگم نسیم ولی خان نے کہا ہے کہ کالا باغ ڈیم سونے کا بھی بن جائے اس کی مخالفت کرتے رہیں گے- بے نظیر جب مولویوں کو پرمٹ اور لائسنس دے کر حکومت مضبوط کر رہی تھیں تب انہیں قومی حکومت کا خیال کیوں نہ آیا-

○ آئی ایس آئی کے سابق سربراہ جنرل (ر) حمید گل نے کہا ہے کہ اعجاز الحق کا وزارت سے انکار گہرے اثرات مرتب کرے گا- مسلم لیگ میں گروہ بندی ہو جائے گی-

○ لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس نے کہا ہے کہ نظام کی خرابی کا مل کر جائزہ لینے کی ضرورت ہے سسٹم کے درست نہ چلنے میں کچھ خرابی نظام کی ہے- اور کچھ ہماری کوتاہی شامل ہے-

○ راولپنڈی میں دہشت گرد تھانہ نیو ٹاؤن پر بم سے حملہ کر کے دو افراد کو ہلاک کرتے ہوئے تین دہشت گردوں کو چھڑا کر فرار ہو گئے-

○ کسانوں نے زرعی ٹیکس کے خلاف 28- جولائی سے تحریک چلانے کا اعلان کر دیا ہے- حکومت مطالبات مان لے اور سہولتیں دے تو ہم یقین دلاتے ہیں کہ پاکستان سمیت تمام پڑوسی ملکوں کی غذائی ضروریات بھی پوری کریں گے-

○ وزیراعظم میاں محمد نواز شریف نے وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف کو ہدایت کی ہے کہ دہشت گردوں پر قابو پایا جائے- ملزموں کو سراغ لگانے کے لئے ماہرین کی خصوصی ٹیموں سے مدد لی جائے- دہشت گردوں کے مقدمے خصوصی عدالتوں میں چلانے کے لئے اقدامات کئے جائیں- انہیں عبرتناک سزا دی جائے-

○ سابق وزیراعظم اور قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ نواز الطاف سمجھوتے سے دہشت گردوں کو کھلی چھٹی مل گئی ہے- حکومت نے بدنام زمانہ دہشت گردوں کو رہا کر دیا ہے-

○ صوبائی وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن اور مسلم لیگ لاہور کے چیف آرگنائزر میاں معراج الدین نے خاندانی منصوبہ بندی اور ملکی آبادی کو کنٹرول کرنے کے لئے 3 سے زیادہ بچوں پر پابندی کے لئے باقاعدہ قانون سازی کرنے کی تجویز پیش کی ہے-

○ سپین میں بیلوں کی دوڑ میں 126- افراد زخمی ہو گئے ہیں جن میں 16 کی حالت نازک ہے- یہ دوڑ سولھویں صدی کے اوائل میں شروع ہوئی تھی-

○ وزیراعظم محمد نواز شریف ستمبر میں امریکہ کا سرکاری دورہ کریں گے-

○ گزشتہ کئی مہینوں سے اپنے ذخیرہ کئے ہوئے سٹاک کو نکالنے کے لئے شوگر ملوں نے چینی کی قیمتوں میں کمی کر دی ہے- مارکیٹ ذرائع کے مطابق ایک سو کلو گرام چینی کی قیمت جو پہلے دو ہزار پچھتر روپے تھی اب وہ ایک ہزار 9 سو 60 روپے کر دی گئی ہے-

○ سابق آئی جی پنجاب پولیس فضل حق کے گھر سے چور ایئر کنڈیشنر اتار کر لے گئے ہیں-

○ کیوبا کا ایک طیارہ سمندر میں گر کر تباہ ہونے سے 44 مسافر ہلاک ہو گئے ہیں-

○ اسرائیلی سپریم کورٹ نے مسلمانوں کی قبریں اکھیڑنے کا حکم دے دیا ہے- قبریں کھودنے کا مقصد 1948ء کی جنگ میں مرنے والے یہودیوں کی لاشیں تلاش کرنا ہے- فلسطینیوں نے اس پر شدید احتجاج کیا ہے-

○ اسرائیلی سپریم کورٹ کے فیصلے پر عدلیہ کے ارکان- حقوق انسانی کے کارکنان اور علماء کرام نے شدید رد عمل کا اظہار کرتے ہوئے اسے غیر انسانی غیر اخلاقی اور غیر آئینی قرار دیا ہے-

○ چناب ایکسپریس جو چنیوٹ سے پشاور جاری تھی- دریائے چناب کے قریب اس کا انجن پٹڑی سے سلپ ہو کر پتھروں میں دھنس گیا- دھچکوں سے درجنوں مسافر زخمی ہو گئے- تاہم ایکسپریس بڑے حادثہ سے بچ گئی- چنیوٹ سے گزرنے والی ریل گاڑیاں راستہ صاف نہ ہونے کی وجہ سے رکی رہیں- مسافر شدید گرمی میں پریشان رہے گاڑی 10 گھنٹے کی تاخیر سے روانہ ہوئی-

○ وزیر اعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے کہا ہے کہ پولیس میں کرپشن بہت زیادہ ہے- 50 سال سے شتر بے مہار کی طرح پھر رہی ہے- پولیس کے لئے ٹریننگ سکول قائم ہو چکا ہے- اسلحہ اور دوسری سہولتیں دینے کی کوشش کر رہے ہیں-

○ برما سے سات ہزار مسلمان ہجرت کر کے بنگلہ دیش پہنچ گئے ہیں- راستہ میں شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑا- طویل پیدل سفر طے کرنے سے اکثر افراد کی حالت خراب ہو چکی ہے-

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
شریف گولڈ سمتھ ربوہ
اقصیٰ روڈ
فون: دوکان 212515 رہائش 212300

مرکز میں رہائش کیلئے بروقت منصوبہ بندی کریں- پلاٹ یا مکان کی خریداری کیلئے رابطہ
کہکشاں پراپرٹی سنٹر نزد جلسہ گاہ جدید ربوہ
فون: 211842

احمدی احباب کیلئے خصوصی رعایت
سرمد جیولرز
دوکان نمبر 4 عمر مارکیٹ ذیلدار روڈ
اچھرہ لاہور

مشروباتِ خورشید
ہمیشہ معیاری اور قدیم دواخانہ کے مؤثر اور خالص مشروبات استعمال کیجئے۔ خصوصی رعایتی قیمت کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔
• شربت بادام 48/- • شربت صندل 42/-
• شربت فرحت افزاء 48/- • شربت بزوری بارد 38/-
• شربت بنفشہ 38/- • شہد خالص 90/-
اس کے علاوہ مربہ جات ہر قسم، روغنیات عرقیات اپنی لیبارٹری میں تیار کردہ دستیاب ہیں
مینجر: خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون: 211538

شیئرز و غیر ملکی کرنسی کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
ڈالر ایکسچینج
آفس: 6-8-ع گیلری نمبر 4 ریکس سٹی پلازہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
فون دفتر: 730286
رہائش: 726524
موبائل: 0300-661524
پروپرائٹر ملک عبدالصمد